قسط نمبر (۸)　　　رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفر حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

وصال محبوبؐ کے صبح و شام : شہر محبوبؐ کو الوداع

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیامِ حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [(مولانا) سمیع الحق]

مدینہ منورہ کے الوداعی لمحات کا ذکر کرتے ہوئے جذبات میں تلاطم کی وجہ سے بارگاہ رسالت مآبؐ سے امت کے بعض برگزیدہ اکابر علماء' حکماء اور شعراء کے جذبات عقیدت کا ذکر مناسب سمجھا گیا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے عرض احسن میں اپنا جگر چیر کر امت کی زبوں حالی اور مظلومیت کا حال شفیع المذنبین کے سامنے رکھا' مولانا جامی' علامہ اقبال اور دیگر عارفین کا ارض مدینہ اور آقائے مدینہ ﷺ سے وابستگی کی کچھ جھلکیاں بھی دکھائی گئیں۔ مگر مدینہ منورہ اپنا ذکر چھوڑنے نہیں دیتا اور جی چاہتا ہے کہ حدیث یار ﷺ کا یہ سلسلہ ابھی جاری رہے کہ

ع　لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم　　　عربی شاعر نے اسی کیفیت کی ترجمانی کی ہے کہ

اعد ذکر نعمان لنا انّ ذکرہ　　　ہو المسک ما کرّرتہ یتضوع

اور فارسی شاعر نے بھی انہی دیارِ لیلیٰ ارض نجد وحجاز کی باتیں دہرانے کی خواہش ان الفاظ میں ظاہر کی۔

باز گو از نجد واز یاران نجد　　تا در و دیوار را آری بہ وجد

پچھلی قسط پڑھنے کے بعد کافی اہل درد احباب نے اس سلسلہ سخن کو مزید دارز کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے کہ محبوب ﷺ کو الوداع کہتے وقت محبوب ﷺ کے محاسن وصفات اور حسن وجمال کی جلوہ افشانیاں بدرجہ اتم ظاہر ہونے لگتی ہیں اور ایسے وقت میں صبر وشکیب کا دامن تھامے رکھنا عشاق کا شیوہ نہیں ہوتا عربی شاعر نے اس کیفیت کو بیان کیا ہے

وجلی الوداع من الحبیب محاسناً　　حسن العزاء وقد جُلین قبیح

امت کے متقدمین نے مدینہ کی حاضری اور اس سے جدائی کی کیفیات اور احساسات کا کن کن طریقوں سے اظہار کیا ہے، اس کی کچھ جھلک دکھائی گئی۔

اکابرین امت کا بے پناہ عشق وگرویدگی:

مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین میں اکابرین امت بالخصوص مشائخ علماء دیوبند نے بارگاہ رسالت سے بے پناہ عشق اور گرویدگی کا جن جن طریقوں سے اظہار کیا ہے اس کے کچھ نمونے بھی یہاں پیش کئے جائیں کہ ان بزرگوں کے بارہ میں حقائق سے بے خبر اہل بدع اور اصحاب عناد نے کتنی بیدردی سے غلط تصویر بنا کر رکھ دی ہے، انہیں گستاخ رسول اور حب نبویؐ سے عاری، قلبی احساسات۔ سے خالی اور عظمت پیغمبر سے (العیاذ باللہ) بے خبر زاہدان خشک کے طور پر پیش کیا ہے، اس وقت دینی مدارس سے وابستہ لاکھوں نوجوان اور اہل علم ودانش کا اپنے اکابر بزرگان دیوبند کے عشق ومحبت۔ درد وسوز، وارفتگی اور وابستگی کا یہ پہلو اور یہ تصویر نگاہوں سے اوجھل ہے شیخ الاسلام سیدنا ومولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اہل زیغ وفساد کے اس پروپیگنڈہ کا منہ توڑ جواب اپنی کتاب الشہاب الثاقب میں بہت عرصہ ہوئے دیا ہے اور بزرگان دیوبند کی بارگاہ رسالت سے وابستگی کی مثالیں دی ہیں اور اکابر کے دیگر سوانح حیات ضیاء القلوب، کرامات امدادیہ، گلزار معرفت، سوانح قاسمی، ارواح ثلثہ اس پر شاہد عدل ہیں۔

سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

اہل حق کے اس طبقہ کے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہیں۔ ۱۲۶۰ھ کو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی حکم ہوا کہ تم ہمارے پاس آ ؤ، بیدار ہوئے تو دل زیارت مدینہ کے لئے تڑپنے لگا، بے سروسامانی تھی، مگر اللہ کے توکل پر ''عشق حبیب'' کا زادسفر لے کر چل پڑے اور حرمین الشریفین کی زیارت سے سرفراز ہو کر واپس ہوئے۔ حضور ﷺ کے بلاوے پر یہ پہلا حج تھا، واپس ہوئے مگر دل قیام حرمین کے لئے تڑپتا رہا۔ ۱۲۷۶ھ میں ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں مستقل قیام فرمایا، آپ نے مدح رسول ﷺ اور عشق مدینہ میں بہت سی نظمیں لکھیں یہاں بطور نمونہ دو نعتیں پیش ہیں۔

حامد و محمود و ممدوح خدا — احمدِ مرسل محمد مصطفی ﷺ
زینت تاج رسالت ہے وہ ذات — رونق تخت نبوت ہے وہ ذات
عزت شاہد وفخر سروری — شان بخش مسندِ پیغمبری
روشنیٔ عرش و نورِ لامکان — شمع بزم عالمِ کون ومکان
راحت وروح وروان کائنات — زندگانی پرورد جانِ حیات

پڑھ تو امداد اس پہ صلوات وسلام
آل واصحاب پراس کی تمام (۱)

☆ ☆ ☆

کہے ہے شوق نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلومدینے — مَیں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلومدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیم طیبہ — کہے ہے شوق اَب ہوا میں اُڑکر چلو مدینے چلومدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آخر — مَریں گے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلومدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا اجو دونوں عالم کی چاہے دولت — تو سرقدم ہوکے وردیہ کر چلو مدینے چلومدینے
یہ جذبِ عشق محمدیؐ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں — کہے ہے ہر دل جو ہوکے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جوکفر وظلم وفساد عصیاں ہرایک شہر میں ہوئے نمایاں — تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلومدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوق نبیؐ سے سینے — صدا یہ کے میں کوبکو ہے چلو مدینے چلومدینے
ہلاکت امداد اب تو آج جوفوج عصیاں نے کی چڑھائی — نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے (۲)

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ: طبقہ دیوبند کے سرخیل اورامام کبیر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے سفرحج کے بارہ میں سوانح قاسمی اورالشہاب الثاقب میں لکھا ہے کہ ''دیار حبیب ﷺ میں جوتا پہن کر چلنا گوارانہ کیا ان کا ایک رفیق سفرحکیم منصورعلی خان نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ ''جب منزل بہ منزل مدینہ شریف کے قریب ہمارا قافلہ پہونچا' جہاں سے روضہ پاک صاحب لولاک نظرآتا تھا' فوراً جناب مولانا مرحوم نے اپنی نعلین (جوتے) اتارکربغل میں دبالیں اوریابرہنہ چلنا شروع کیا ___ مولانا مرحوم مدینہ منورہ تک کئی میل آخرشب تاریکی میں اسی طرح چل کر پابرہنہ پہونچ گئے (۳)۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسن احمدمدنیؒ اس سفرکے بارہ میں لکھتے ہیں کہ

''جناب مولانا نانوتویؒ چندمنزل برابراونٹ پرسوارنہ ہوئے۔ اونٹ موجود تھا مگر خالی رہا' پیر میں زخم پڑ گئے تھے' کانٹے لگتے تھے' پتھروں نے ٹکراٹکرا کر پاؤں کا حال دگرگوں کردیا تھا۔حضوراقدس ﷺ کے گنبدمبارک کارنگ

---

(۱) حیات امداد ص۵۲ (۲) گلزار معرفت ص۵ (۳) سوانح قاسمی جلدسوم ص۶۰۔۶۱

سبز ہے، حضرت نانوتویؒ نے ساری زندگی سبز رنگ کا جوتا نہ پہنا۔ جبکہ کیمخت کا جوتا بہت پسند کیا جاتا تھا، اور بعض خدام وعقیدت مند بڑی محبت سے ایسے جوتے بنوا کر پیش کرتے تھے، لیکن آپ رنگ کی مشابہت کی وجہ سے اس سے احتراز برتتے تھے اس ادب واحترام اور احساس عظمت کا صلہ یہاں پہونچنے سے پہلے طریق سفر میں اہل اللہ کے مبشرات سے اس طرح ملا کہ حج کو جاتے ہوئے ضلع انبالہ کے موضع پنجلاسہ کے ایک باکمال بزرگ سے ملے تو دعا کی درخواست کی، بزرگ نے جواب میں کہا کہ بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں؟ میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہانوں کے بادشاہ ﷺ کے سامنے بخاری شریف پڑھتے ہوئے دیکھا[۱] ___ محبوب مدینہ کے اس زار ونزار عاشق مولانا محمد قاسم کے جذبات عشق کا اظہار قصائد قاسمی کے نام سے ان کے لکھے ہوئے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے قصیدوں سے ہوتا ہے، یہاں ان کے دو قصیدے پیش کئے جا رہے ہیں۔ پہلا منظوم قصیدہ رائیہ تو عالم عشق وسوز اور درد وتڑپ کا ایک شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

الٰہی کس سے بیان ہوسکے ثنا اس کی ۔۔۔ کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو ۔۔۔ نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں ۔۔۔ تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار
گرفت ہو تو ترے اک بندہ ہونے میں ۔۔۔ جو ہوسکے تو خدائی کا اک تری انکار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال ۔۔۔ بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے ۔۔۔ کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا ۔۔۔ اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخرکار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ ۔۔۔ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں ۔۔۔ مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ ومار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب میرے ۔۔۔ کہ مَیں ہوں اور سگان حرم کے تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ ۔۔۔ کرے حضورؐ کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رُتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا ۔۔۔ کہ جائے کوچہء اطہر میں تیرے بن کے غبار
مگر نسیم مدینہ ہے گرد باد بنا ۔۔۔ کشاں کشاں مجھے لے جا جہاں ہے تیرا مزار
غرض نہیں مجھے اس سے بھی کچھ رہی لیکن ۔۔۔ خدا کی اور تیری الفت سے میرا سینہ فگار
لگے وہ تیر غم عشق کا مرے دل میں ۔۔۔ ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہوں سرشار

(۲) ارواح ثلاثہ ص ۱۹۳

انہوں نے اپنے سلسلہ تصوف اور شجرہ مشائخ طریقت میں جس کا آغاز سرورِ کائنات علیہ السلام سے ہوتا ہے حضور اقدسؐ سے توسل کا اظہار جس والہانہ جذب و سوز سے کیا ہے کیا عشق و سرمستی کی دنیا میں یہ ایک انمول نمونہ نہیں؟

بحق آں کہ او جانِ جہان است — فدائے روضہ اش ہفت آسمان است
بحق آنکہ محبوبش گرفتی — برائے خویش مطلوبش گرفتی
پسندیدی زجملہ عالم آں را — بما بگذاشتی باقی جہاں را
گزیدی از ہمہ گلہا تو او را — نمودی صرف اوہر رنگ و بورا
ہمہ نعمت بنام او نمودی — دو عالم را بکام او نمودی
بآں کو رحمۃ للعالمین است — بدرگاہت شفیع المذنبین است
بحق سرور عالم محمدؐ — بحق برتر عالم محمدؐ
بذات پاک خود کاں اصل ہستی است — از و قائم بلندی ہا و پستی است
ثنائے او نہ مقدورِ جہان است — کہ کنہش برتر از کون و مکان است
درونم راہ عشق خویشتن سوز — بہ تیر درد خود جان و دلم دوز
دلم را محوِ یاد خویش گرداں — مراحسب مراد خویش گرداں
بچشم لطف اے حکیم تو برسر — بحال قاسم بے چارہ بنگر

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اپنے شیخ فقیہ الہند ابو حنیفہء وقت مولانا رشید احمد گنگوہی کی مدینہ طیبہ اور صاحب مدینہ علیہ السلام سے گرویدگی کے بارہ میں لکھتے ہیں: "قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے یہاں تبرکات میں حجرۂ مطہرۂ نبویہ کے غلام کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا۔ بروز جمعہ کبھی حاضرین و خدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور انکے سروں پر رکھتے۔" (الشہاب الثاقب ص ۵۲)

"مدینہ منورہ کی کھجوریں آتیں تو نہایت عظمت و حفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حضار بارگاہ مخلصین کو بھی نہایت تعظیم اور ادب سے اس طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مترقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آ گئے ہیں۔" (الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

"مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے، لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے۔ انکو ہاون

دستہ میں کٹوا کر نوش فرماتے۔ مثل چھالیوں کے کتر وا کر لوگوں کو استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھے'' (ایضاً ص ۵۲)

حضرت مدنیؒ لکھتے ہیں کہ ''احقر ماہ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں بہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلے ہی حاضری میں حضرت قدس سرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ حجرہ شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں۔ چونکہ وہ احقر کے پاس موجود تھی اس لئے باادب ایستادہ پیشکش خدمت اقدس کیا تو نہایت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشاء خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً للسنۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

''بعض مخلصین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکاً ارسال کئے۔ حضرت نے نہایت تعظیم اور وقعت کی نظر سے ان کو دیکھا اور شرف قبول سے ممتاز فرمایا۔ بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی، یورپ کا بنا ہوا ہے۔ تاجر مدینہ میں لائے وہاں سے دوسرے لوگ خرید لائے ہیں، اس میں تو کوئی وجہ تبرک ہونے کی نہیں معلوم ہوتی۔ حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اِس کو ہوا تو لگی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل ہوئی ہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو صحن خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں اسی سال لا کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ اسکی حضرت نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے انکے ستر سے کچھ زائد حصے فرما کر اپنے اقرباء و مخلصین و محبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۲) ''حجرۂ مطہرۂ نبویہ کا جلا ہوا زیتون کا تیل وہاں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مخلصین نے ارسال کیا تھا، حضرت نے باوجود نزاکت طبعی کے جس کی حالت عام لوگوں پر ظاہر ہے اس کو پی ڈالا۔ حالانکہ اولاً زیتون کا تیل خود بے مزہ ہوتا ہے، ثانیاً بعد جلنے کے اس میں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔'' (ایضاً، ص ۵۳)

''جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان کو بھی حضرت گنگوہیؒ نے باعث ایذاء جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا۔ اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہیئے کہ موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہٗ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۵۰) آپ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب، ص ۵۷)

'' (حضرت گنگوہیؒ) حرم نبوی میں حاضری کے آداب لکھتے ہوئے زبدۃ المناسک (جس کا تفصیلی ذکر اس سے پہلے بار بار آچکا ہے) میں فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کو چلے تو کثرت درود شریف کی راہ میں بہت کرتا رہے۔ پھر جب درخت وہاں کے نظر پڑیں تو اور زیادہ کثرت کرے، جب عمارت وہاں کی نظر آوے تو درود پڑھ کر کہے:

اللهم هذا حرم نبیک فاجعله وقاية لی من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب

اور مستحب ہے کہ غسل کرے یا وضو اور کپڑا صاف اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہو لے اور خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے فروگزاشت نہ کرے اور عظمت مکان کی خیال کئے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے جب مدینہ مطہرہ میں داخل ہو کہے: رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً اللهم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی من زيارة رسولک ﷺ مارزقت اولیاءک واهل طاعتک واغفرلی وارحمنی یا خیر مسئول الخ اور ادب اور حضور قلب اور دعا اور درود شریف بہت پڑھے۔ وہاں جا بجا موقع قدم رسول اللہ ﷺ ہیں۔

امام مالکؒ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے‘ فرماتے تھے کہ مجھ کو حیاء آتی ہے کہ سواری کے کھروں سے اس سرزمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ ﷺ چلے پھرے ہوں اور بعد تحیۃ المسجد کے سجدہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کے نصیب کی‘ پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور با ادب تمام اور خشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور حضرت محمد ﷺ کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ اور بہت پکار کر نہ بولے آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔ (حضرت مدنی الشہاب الثاقب ص ۴۹۔۵۰ بحوالہ زبدۃ المناسک ص ۴۵۸)

حضرت سہارنپوریؒ حضرت شیخ الہندؒ شاہ عبدالرحیمؒ ‘حضرت تھانویؒ ‘ مفتی اعظمؒ

بعض لوگوں نے اکابر علماء دیوبند کے خلاف ایک غلط اور گمراہ کن فتویٰ پر حرمین شریفین کے علماء کی تصدیقات حاصل کر لیں اور ۱۳۲۵ھ میں وہ فتویٰ ہندوستان میں شائع کر دیا۔ جب علماء حرمین کو اس دھوکہ دہی اور مغالطہ انگیزی کا علم ہوا تو انہوں نے ۲۶ سوالات مرتب کر کے اکابر دیوبند کو بھیجے‘ جن کے جوابات فخر المحدثین مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے فصیح عربی زبان میں مرتب کئے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی‘ قطب العالم مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری‘ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی‘ مفتی اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی اور دوسرے اکابر دیوبند نے ان جوابات پر اپنی تصدیقات لکھیں اور وہ جوابات حرمین شریفین (مکہ و مدینہ) کے علماء کو بھیج دیئے گئے۔ ان حضرات نے جوابات کو بہت پسند فرمایا اور برحق و درست تسلیم کرتے ہوئے ان کی تصدیق کی۔ مصر و شام وغیرہ کے علماء نے بھی ان جوابات کی تحسین کی اور اپنی تصدیقات سے مزین فرمایا۔

یہ سوالات و جوابات اور تصدیقات عقائد علماء دیوبند کے نام سے چھپے ہوئے موجود ہیں۔ ہم اپنے موضوع کے مناسبت سے ان جوابات کے بعض حصوں کا ترجمہ ذیل میں نقل کرتے ہیں: (بحوالہ بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند از مولانا عبداللہ)

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گوشدِ رحال سے اور بذل جان ومال سے نصیب ہو' اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات وزیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے' بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں اور ایسا ہی ملا جامیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے۔

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۲۶۔۲۷)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپکی حیات دنیا کی سی ہے' بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے' آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کیساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے' تمام مسلمانوں بلکہ تمام آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیوٰۃ الانبیا'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے' کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ (عقائد علماء دیوبند ص ۳۰۔۲۹)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء اولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات' بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے۔

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ

حضرت علامہ کشمیری جو اتباع سنت اور شمائل نبویؐ کی چلتی پھرتی تصویر تھے' اس فنافی الرسول کی یہ حالت تھی کہ پنجاب کے متنبی کذاب قادیانی کے تعاقب میں انتہائی ضعف ونقاہت اور شدید بیماری اور سخت گرمی میں بہاولپور کا سفر کیا اور مشہور زمانہ مقدمہ بہاولپور میں کئی کئی دن' پانچ پانچ گھنٹے دلائل بیان کئے' مقدمہ کے فیصلہ میں تاخیر ہوتی رہی' تو وصیت کی کہ اگر فیصلہ کرنے سے پہلے میری زندگی نے وفا نہ کی تو میری قبر پر فیصلہ سنا دیا جائے۔ ۱۹۳۳ء میں وصال

ہوا اور ۱۹۳۵ء میں فیصلہ آیا جو قادیانیوں کے ارتداد اور تکفیر کے بارہ میں تھا۔ بہاولپور سے مولانا محمد صادق دیو بند گئے اور وصیت کے مطابق مزار شریف پر جج کا فیصلہ بلند آواز سے سنایا (بحوالہ بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص ۲۶)

جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں آپ نے بہت سے عربی اور فارسی قصیدے لکھے ہیں اور آپ کے ابتدائی زمانہ کے اردو کے نعتیہ اشعار بھی ملے ہیں' چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

الغرض از جملہ عالم مصطفیٰ و مجتبیٰ — خاتم دور نبوت تا قیامت بے مرا
افضل و اکمل زجملہ انبیاء نزد خدا — نعت اوصاف کمال اوفزوں تراز عدید
تاصبا گلگشت گیہاں کردہ میا شدمدام — بوئے گل بردوش وے گردو بعالم صبح وشام
باد بروے از خدائے وے درود وہم سلام — نیز براصحاب وآل وجملہ اخیار عبید
وز جناب وے رضا براحقر آن مستہام — خاصہ آں احقر کہ افقر ہست از جملہ انام
مستغیث ست الغیاث ای سرور عالی مقام — درصلہ از بارگاہت در نشید ایں قصید

(۱)

شاہ جانباز اگر ہمارا ہے — کیا ہے غم جب کہ وہ سہارا ہے
گروہ نہیں تو کچھ نہیں میرا — وہ اگر ہے تو میرا سارا ہے
وصف تیری زبان کی زینت ہے — بزم کو اس نے کیا سنوارا ہے
دونوں جگ میں ہے وہ باآسانی — جس کے اوپر تیری مدارا ہے
اپنے در سے نہ کھید انور کو — حلقہ درگوش جب تمہارا ہے (۲)

آپ کا ایک شعر ہے:

قہوۂ حمد راسزد انور
دار چینی زنعت پیغمبر

جب یہ شعر ایک مجلس میں حضرت امیر شریعتؒ کے سامنے پڑھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ''اس سے معلوم ہوا کہ حمدِ خدا پوری ہی نہیں ہوتی جب تک نعت رسولؐ نہ کہی جائے''

(جاری ہے)

---

(۱) انوار انوری از مولانا محمد انوری ص ۱۲

(۲) ماہنامہ قائد مراد آباد بحوالہ بارگاہ رسالت اور بزرگان دیو بند ' ص ۲۵